ادبیات

غزل

ایسی ہنسی کوئی دکھلائے
جو غم کی دنیا دیں ڈھائے

دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
جنبش دل رکنے نہیں پائے

زیست کا حاصل دھوپ اور سائے
ساتھ تو آئے ہاتھ نہ آئے

وقت میں گردش خون میں گردش
جیسے کوئی کھینچے لے جائے

خونِ دل کی تاب نہ لاکر
رندوں سے ساغر ٹکرائے

قسمت کی لے نے سُر الگ تھی
تدبیروں نے ساز ملائے

اشک، پسینہ دونوں پانی
ایک بجھائے ایک لگائے

صبح زمیں کی تاریکی پر
ستارے آنسو بھر لائے

ہم نے محبت کے خاکے میں
نور بھرا ہے رنگ ہٹائے

مستقبل گم ہو جاتا ہے
جب تک ماضی ساتھ نہ آئے

دنیا کیا جنت بھی کم ہے
جب "انسان" دامن پھیلائے

زیست اجل کے رحم و کرم پر!
ایسی زیست کو موت آجائے

برساتوں سے مست ہوئے ہم
اب بادل شعلے برسائے

گول زمیں کے گول مقاصد
جتنے بڑھے اتنے چکرائے

آنکھوں میں بیدار رہیں دل
سو جائیں پھر نیند نہ آئے

ہم ہیں نوید اس کا افسانہ
جس سے حقیقت جوت جلائے!

★

جناب شمس نوید عثمانی